رسائل و مسائل

سود اور مجبوری کی حالت

گذشتہ دنوں ایک رسالہ پڑھنے کو ملا جس میں سود کی مذمت کے بارے میں حضورؐ کے ارشادات تھے۔ یہ ارشادات پڑھ کر مجھے بہت رنج ہوا۔ رنج اس لیے ہوا کہ میرے والد سودی کاروبار کرتے ہیں (انھوں نے رقم بنک میں جمع کروا رکھی ہے اور اس پر سود لیتے ہیں) لیکن میں انھیں کچھ بھی نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ مجھ سے بڑے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ میرے والد ہیں۔ میں ایک پرائیویٹ سکول میں پڑھتا ہوں۔ مجھ پر مہینہ بھر میں ۴۰۰ روپے خرچ ہوتے ہیں۔ آپ میری رہنمائی کریں کہ کیا میں اپنے والد کے پیسوں سے کھاؤں پیوں اور ان کے پیسوں سے پڑھوں یا نہیں؟ اور یہ کہ مجھ سے قیامت کے روز اس کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ نہیں؟ اگر میرا کوئی ذریعہ روپے کمانے کا نہیں بنتا ہو تو میں کیا کروں؟

خوشی ہوئی کہ آپ نے اس نوعمری میں دین کا اچھا خاصا مطالعہ کیا ہے اور کر رہے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ علمی جذبے کے ساتھ عمل کو بھی اہمیت دیتے ہیں اور اسی سلسلے میں رزق حلال کے لیے فکرمند ہیں۔ اس عمر میں ایسا شعور اللہ تعالیٰ کی خصوصی دین ہے جو ہر کسی کو حاصل نہیں ہوتی۔ اس پر میں آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور آپ سے کہوں گا کہ آپ اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی شکر ادا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے علم و عمل میں مزید برکت پیدا فرمائے اور جو شعور آپ کو ودیعت فرمایا ہے آپ کے ذریعے گھروالوں، والدین، بہن بھائیوں، اعزہ و اقارب اور اہل علاقہ کو بھی عطا ہو اور ملک میں اسلامی انقلاب کے لیے ایک فوج تیار ہو جائے جو لادینی نظاموں کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جائے اور سودی نظام معیشت کے بجائے اسلام کا بابرکت نظام معیشت قائم ہو جائے۔

جہاں تک آپ کے اس سوال کا تعلق ہے کہ "آپ کے والد صاحب بنک میں رقم رکھ کر سود لیتے ہیں اور گھروالوں کے کھانے اور آپ کی تعلیم و تربیت اور خوراک و لباس میں سودی رقم شامل ہے" تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ "اللہ سے اپنی استطاعت کے مطابق تقویٰ اختیار کرو"۔ آپ اس وقت بچے ہیں، اپنی کفالت کے قابل نہیں ہیں۔ آپ مجبور ہیں کہ والد صاحب جو

آپ کو دیں وہ آپ استعمال میں لائیں۔ اسی طرح گھر کے دوسرے بے سہارا افراد کا یہی حال ہے۔ ایسی صورت میں آپ والد صاحب سے عرض کریں کہ وہ سودی منافع اپنے استعمال میں نہ لائیں بلکہ مضطر' فقرا اور مساکین کو دے دیں کہ یہ اس کا مصرف ہیں۔

سودی لین دین کا گناہ بے شک وہی ہے جو آپ نے تحریر کیا ہے لیکن جب ایک بیماری بڑے پیمانے پر پھیل جائے اور وبا کی شکل اختیار کر جائے تو اس وقت اگر کوئی عام آدمی اس بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو اسے اس قدر مورد الزام نہیں ٹھہرایا جاتا جس قدر عام حالات میں کوئی اپنے آپ کو عیش و عشرت کا دلدادہ بنا کر بزور بیماری کو دعوت دے اور پھر بیماری کو اپنے ذوق و شوق سے بڑھاتا چلا جائے۔ اس وقت غریب عوام کی اکثریت سودی نظام کی وبا کا اس طرح شکار ہے کہ وہی آدمی اس سے بچ سکتا ہے جو ایمان و عمل کے اسلحے سے لیس ہو اور اپنے پورے وسائل و ذرائع اور صلاحیت اس سے بچنے میں لگا دے۔ ایسی صورت میں عوام کو ملامت کرنے اور سب کو ملعون کرنے کی بجائے اس طبقے کو نشانہ بنایا جائے جو اس صورت حال کا ذمہ دار ہے۔ ارباب حکومت' بڑے کاروباری اور تجارت پیشہ سرمایہ دار' جاگیردار' وڈیرے' بیوروکریٹ اور حکومت بنانے اور ختم کرنے میں دخیل اور معاشی اتار چڑھاؤ کے ذمہ دار اصل مجرم ہیں اور جو احادیث آپ نے لکھی ہیں ان کا بھی اصل مصداق یہی لوگ ہیں۔ اگرچہ اپنے جرم کے مطابق ہر خاص و عام کا اس میں حصہ ہے۔ ایسی صورت میں آپ اپنی انفرادی کوششیں جاری رکھیں اور سودی نظام کے خلاف لوگوں کو جس قدر بھی منظم کر سکتے ہوں' کریں۔ ایک دو آدمیوں کو بھی روک دیں یا صرف اپنے والد صاحب محترم کو اس سے چھٹکارا دلا دیں تب بھی بہت بڑی بات ہے۔ دراصل سودی نظام کی مزاحمت کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ قانون نافذ کیا ہے کہ صرف سود لینے والا ہی مجرم نہیں بلکہ دینے والا بھی اس گناہ میں شریک ہے۔ دینے والا اگرچہ مظلوم ہے لیکن اسے اس گناہ میں اس لیے شریک کیا گیا ہے کہ ظلم اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتا جب تک مظلوم ظلم کو برداشت کرنے اور قبول کرنے سے انکار نہ کر دے۔ اسلام مسلمانوں کے اندر یہ صفت پیدا کرنا چاہتا ہے۔ آج اگر یہ صفت زندہ ہو جائے' مسلمان فیصلہ کر لیں کہ وہ ظلم برداشت نہ کریں گے تو پھر کوئی حکمران' حکمران طبقے کا کوئی ادارہ یا گروہ انھیں ظلم کا نشانہ نہ بنا سکے گا۔ آج اگر تمام لوگ سود دینے سے انکار کر دیں تو بنک ان کا کیا بگاڑ سکیں گے' کون ان سے سود لے کر بنک کو دے گا۔ پولیس' فوج یا دوسرا کوئی گروہ کیا کر سکے گا جب کہ تمام عوام ظلم کے خلاف کھڑے ہو جائیں۔ ایسی صورت میں ظالم کو پسپا ہونا پڑے گا۔ سودی کاروبار کا قلع قمع اسی وقت ہو سکے گا جب ہم سب اس کے خلاف مزاحمت کریں گے۔ یہی حکم شراب اور دوسرے منکرات کا ہے۔